اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار
مہینے میں دو بار

نمبر ۴ جلد ۱۰

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: مولوی نور الدین بی ا

یکم فروری سنہ ۱۹۳۶ء — ۷ ذیقعد سنہ ۱۳۵۴ھ

چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنے

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعود ؑ کے احسانات صنف نازک پر ۳–۵

ڈاکٹری ۵–۷

احمدی بچوں کی تربیت ۷–۱۰

ہمیں اسلام کا خوبصورت چہرہ حضرت مسیح موعود ؑ نے ہی دکھایا ۱۰–۱۲

درس القرآن ۱۳–۱۶

تعصب ۱۶–۱۷

رپورٹ لجنہ اماء اللہ دہلی ۱۷–۱۸

کلام الامام امام الکلام

انشاء اللہ آیندہ اس امر کا خاص طور سے التزام کیا جائے گا کہ مصباح میں وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریرات شائع ہوتی رہیں جن میں عورتوں کی علمی اخلاقی اور رُوحانی ترقیات پر بحث ہو۔ ذیل میں ان ملفوظات کی پہلی قسط پیش کی جاتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ ؛ (ایڈیٹر)

اسلامی پردہ کی فلاسفی

اگر ہم ایک بھوکے کُتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کُتے کے دل میں خیال تک اِن روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقعہ بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔ اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جنکو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جاوے۔ کیونکہ اسمیں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ آنکھ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچالینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی زبان میں غضِ بصر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اسکو نہیں چاہیئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اسکے لئے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اسکی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔ اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑیگا۔ یہی وہ خلق ہے جسکو احصان اور عفت کہتے ہیں۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صہ ۲۹، ۳۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات صنف نازک پر

کیونکہ گذشتہ نمبر میں مقالہ افتتاحیہ اسی مضمون پر نامکمل رہ گیا تھا اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے اسکو مکمل کردوں۔ (ایڈیٹر)

نبی کی آمد سے قبل ......

دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کو لوگ بھول جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ اوہام باطلہ اور اغراض نفسانیہ میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس تاریک رات میں لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بالکل فراموش کردیتے ہیں تب پھر رحمت باری جوش میں آتی ہے اور ایک نبی برپا کرتی ہے۔ کہ انہیں قعر مذلت سے نکال کر بام عروج دے۔ وہ نبی مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ان فاسد خیالات کو اپنی روشنی کی آگ سے بھسم کر دیتا ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں ہوا۔ زمین فسق و فجور میں بھری پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تاکہ ان کو دور کریں۔ امتداد زمانہ سے ہزارہا بدعات پیدا ہوگئی تھیں۔ مگر آپؑ نے جہاں آدم کی نرینہ اولاد پر ہزارہا احسان کئے اور انہیں ذہنی غلامی سے نجات دی وہاں عورت کو بھولے نہیں بلکہ اسپر بھی نظر ترحم کی اور اسے غلامی کی زنجیروں سے آزاد کیا۔ سماج نے عورت پر کہیں پردہ میں سختی عائد کی کہ وہ گھر کی چاردیواری سے باہر ایک قدم لینے سے بھی مجبور تھی۔ اسے نہ تازہ ہوا میسر تھی اور نہ ہی وہ باہر چل پھر کر مناظر قدرت سے مستفید ہو سکتی تھی۔ گھر کی چاردیواری تھی یا وہ اور یا خاوند کی بیجا سختی۔ مگر حضورؑ نے اپنے قول اور فعل سے یہ حکم دیا کہ پردہ تو ہو۔ ظاہری بھی باطنی بھی۔ مگر اس سے یہ مطلب نہیں کہ عورت چلنے پھرنے سے بے نصیب اپنے گھر میں گھٹ گھٹ کر مرجائے۔ آپؑ نے حضرت ام المومنین کو ساتھ لے کر سیر کرائی۔ جس سے جماعت پر یہ واضح کرنا منظور تھا کہ بیوی اپنے خاوند کیساتھ جسمانی صحت کے لئے سیر کرسکتی ہے۔

یہ وہ تغیر ہے۔ کہ جس کی قدر صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو آج سے پچاس برس پہلے

کے حالات کا واقف ہو۔ جب وہ تنگیٔ نفس مدِّ نظر رہے تو یہ کشادہ دلی حیرت انگیز معلوم ہو گی۔ مگر حضورؑ نے تنبیہاً یہ بھی فرما دیا۔ کہ اس حق میں زیادتی مفید نہیں ہو گی۔ بلکہ عورت اور سوسائیٹی کے لئے خطرہ کا باعث اور اسلامی پردہ میں یہی حکمت ہے کہ یہ غضِ بصر کے اصل کے ذریعہ عورتوں کو ان نقصانات سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے جو مردوں سے آزادانہ میل جول کی صورت میں اسپر وارد ہو جاتے ہیں ؛

دوسرا عظیم الشان احسان جو حضرت مسیح موعودؑ نے عورتوں پر کیا یہ ہے کہ انکی اقتصادی حالت کو مضبوط کرنے کے لئے ہر ایک سچے مُسلمان پر فرض کر دیا کہ جائیداد سے عورت کا حصہ عورت کو دے۔ اور مرد کا مرد کو۔ اس صورت میں عورت بھی جماعت کی اقتصادی زندگی میں حصہ لے سکتی ہے۔ جو اس کے لئے ناممکن ہے اگر وہ محض خاوند کے رحم پر ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس اولاد نے اسپر عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ اور جماعت کا بھی فرض ہے کہ کوئی فرد ان میں سے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے ؛

تیسرا احسان جو حضرت مسیح موعودؑ نے عورتوں پر کیا "ان کو علم سے مستفید کرنا ہے"۔ آپؑ سے پہلے عورت کو تعلیم دلوانا ایک اچنبھہ تھا۔ اور مردوں نے بوجہ جہالت عورتوں کو علم سے محض کورا رکھنے کی رسم پکڑی ہوئی تھی۔ یہ آپؑ کا ہی وجودِ مبارک تھا جس نے عورت کو اس قید و بند سے رہائی دلوائی۔ اور نہ صرف عربی و فارسی تعلیم دلوانے کی تلقین کی بلکہ یہ بھی کہا کہ انگریزی علوم سے بھی شناسا کیا جائے ؛

چوتھا احسان جو حضرت مسیح موعودؑ نے عورتوں پر کیا۔ وہ مردوں کے دلوں میں ان کی عزّت قائم کرنا ہے۔ آپؑ سے پہلے مرد عورت کو اپنا محکوم سمجھتا تھا اور اسے ہر قسم کی سخت اور ناز یبا گالیاں دینا روا رکھتا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کبھی کبھار زیادہ برانگیختہ ہو کر مار پیٹ بھی لیتا۔ مگر حضورؑ نے آکر یہ بتایا کہ ایسا کرنا گناہ عظیم ہے۔ انسانیت کے لحاظ سے عورت اور مرد برابر ہیں۔ اسلئے مرد کو چاہیئے کہ عورتوں سے نیک اور اچھا سلوک کرے۔ حتیٰ الوسع باہمی معاملات میں نرمی اختیار کرے۔ اور اسکے متعلق حضورؑ کو اتنا خیال تھا۔ کہ ایک دفعہ مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی بیوی سے اونچی آواز میں کلام کی تو حضورؑ کو الہام ہُوا جس کا مطلب یہ ہے کہ "مُسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو کہدو۔ کہ یہ طریق اچھا نہیں"۔

پانچواں احسان جو حضورؑ نے عورتوں پر کیا وہ نکاح کے متعلق اختیارات دینا ہے۔ گو نکاح مرد و عورت کے لئے یکساں طور پر ایسی چیز ہے کہ وہ اسپر قبل از وقت خوب غور کر لیں۔ مگر زمانہ کی فضا ایسی ہو گئی تھی۔ کہ عورت کا نقصان نقصان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کا دُکھ دُکھ خیال نہیں

کیا جاتا تھا۔ بلکہ جونہی کسی مرد نے اس سے نکاح پر رضامندی ظاہر کی اسی وقت اس بیچاری کو اسے سونپ دیا جاتا۔ اور مطلق اس بات کی پرواہ نہ کی جاتی کہ آیا اس کو میاں پسند بھی ہے یا نہیں یا کوئی اس میں ایسے نقائص اور عیوب تو نہیں کہ جن سے عورت کو گھن آئیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اہلی زندگی تلخ گزرتی۔ اس کو دُور کرنے کے لئے حضورؑ نے تاکیداً حکم دیا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ اور اسکے بعد رضامندی ظاہر کریں۔ گویا اب عورت کو حق ہے۔ کہ وہ اپنے رفیق زندگی کے متعلق تسلّی کرلے ۞

چھٹا احسان جو حضرت مسیح موعودؑ نے عورتوں پر کیا وہ طلاق کی وسعت کو روکنا ہے۔ ذراسی بات پر مرد عورت کو طلاق دے دیتا اور ادھر عورت کے لئے خلع کا دائرہ اتنا تنگ تھا کہ جو اس چکر میں پھنسی وہ پھنس کے رہ گئی کبھی دل کی مراد حاصل نہ کرسکی۔ حضورؑ نے ان امور کے متعلق جہاں مرد کو تلقین کی کہ وہ اہلی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرے اور بات بات پر طلاق نہ دیتا پھرے۔ وہیں عورت کے لئے (اگر صحیح طور پر مرد سے اسکی نامناسبت ہو) خلع کے دائرے کو وسیع کردیا۔ مگر فرق صرف یہ ہے۔ کہ عورت شریعت کے احکام کے مطابق خلع قاضی کے ذریعہ کرا سکتی ہے۔ ورنہ جذباتی لحاظ میں اس کی تکلیف کا ایسے ہی اعتراف کیا گیا ہے جیسے مرد کے دُکھ کا ۞

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں پر بیسیوں احسان کئے جنہوں نے اس کی اہلی اور تمدنی زندگی کو اس سے کہیں بہتر بنادیا جس میں وہ پہلے گرفتار تھی۔ اور اسے اقتصادی اور سماجی بکھیڑوں سے آزادی دلوا کر اسکی روح کو بیدار کردیا کہ وہ بھی اپنے مولا اور آقا حضرت احدیت کی فرمانبرداری بجالائے اور اسکی صفات کو اپنے نفس میں جذب کرے اور صحیح رنگ میں امت اللہ بنجائے۔ ـــــ ۞

ڈاکٹری

(از سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم چہارم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

جہاں یہ امر مسرت انگیز ہے۔ کہ ہماری جماعت کی بہنیں باقی اقوام کی عورتوں سے مقابلتاً تعلیم کی زیادہ دلدادہ ہیں۔ وہاں یہ حقیقت بھی چھپائی نہیں جاسکتی کہ ہماری بہنوں نے ڈاکٹری پیشہ کی طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ جماعت کی آبادی کو ملحوظ رکھا جائے تو لیڈی ڈاکٹروں کی تعداد کالعدم قرار دی جائیگی۔ حالانکہ یہ پیشہ جہاں نہایت معزز ہے وہیں مذہبی طور پر بھی ہمارے لئے بہت مفید ہے۔ پس طالبات کو تحریک کرنے

کے لئے میں مندرجہ ذیل سطور میں اس پیشہ کی چند خصوصیات کا ذکر کرتی ہوں:-

اول بیماری کی حالت میں انسان کے جذبات اور احساسات نہایت نازک ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر ڈاکٹر کے اعلیٰ اخلاق اور اسکے اعلیٰ کیرکٹر کا بخوبی اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ پس گو وہ زبانی طور پر تبلیغ نہ بھی کرے پھر بھی اخلاقی طور پر اپنے نمونہ کے ذریعے سے وہ اپنے شکار کو اپنا گرویدہ کر لیتا ہے۔ اس کی مثالیں روزانہ مل سکتی ہیں۔ پس ڈاکٹر ایک بہت اچھا آنریری مبلغ ہے جو نہ صرف زبان سے ہی بلکہ اپنے نمونہ سے بھی اپنے خیالات کا مریض پر اثر ڈالتا ہے۔ اور اس طرح مریض کی جہاں جسمانی اصلاح کرتا ہے وہاں اس کو اپنا نمونہ دکھا کر اسکی اخلاقی اصلاح بھی کرتا ہے۔ اور اس طرح پیام احمدیت کی قبولیت عامہ کے لئے میدان تیار کرتا ہے:

دوم ڈاکٹر لوگوں کا وجود ملک اور قوم کے لئے بہت مفید ہے۔ ملک میں آئے دن نئی نئی بیماریاں پھیلتی رہتی ہیں۔ اور تقریباً بارہ مہینے ہی اہلِ ملک کو تنگ کرتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر ڈاکٹر ہی ہوتے ہیں جو اہلِ ملک کو حفظِ ماتقدم کے اصول بتاتے ہیں۔ اور جب بیماری پھیل جاتی ہے۔ تو اس بیماری کو شہر سے دور کرنے کے لئے رات دن کوشاں رہتے ہیں۔ آئے دن کبھی تو چیچک کا زور ہوتا ہے۔ کبھی ہیضہ کا۔ کبھی میعادی بخار کا۔ تو کبھی اور مختلف بیماریوں کا۔ ڈاکٹر ایسے موقعوں پر جو کہ اس کو ہر وقت میسر آتے رہتے ہیں اپنے آپکو لوگوں کا خیر خواہ اور ہمدرد ثابت کرتا ہے۔ پس جو بہنیں چاہتی ہیں کہ وہ خلق خدا کی زیادہ خیر خواہ بنیں اور ان کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں تو وہ ڈاکٹری کی لائن میں جائیں۔ کیونکہ ملک کو بیماریوں کی گرفت سے بچانے کے لئے ڈاکٹروں کی زیادہ ضرورت ہے:

سوم۔ ایک لیڈی ڈاکٹر اپنے بال بچوں کی صحت اور تندرستی کا ایسے عمدہ طریق سے خیال رکھ سکتی ہے۔ کہ وہ آئندہ زندگی میں انکے لئے عمدہ نتائج کا موجب ہو:

چہارم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- امّا ما یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الارض کہ نفع دینے والی ہستیاں دیر تک دنیا میں رکھی جاتی ہیں۔ ڈاکٹری میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک مفید کام ہے۔ لہذا چونکہ یہ خدا کو پسندیدہ ہے۔ اور عمر کو بڑھانیوالا ہے۔ اس لئے اس کی طرف خاص توجہ دینا چاہیئے:

پنجم۔ ڈاکٹری میں انسان لوگوں کی اصلاح عمدگی سے کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر ایک قسم کا بروزی طور پر نبی ہوتا ہے۔ جس طرح نبی روحانی امراض کا علاج کر سکتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر جسمانی امراض کا علاج کرتا ہے۔ اور اگر روحانیت کا حصّہ بھی رکھتا ہے۔ تو روحانی طور پر بھی

اصلاح کر سکتا ہے۔ اور یہ اصلاح محدود نہیں ہوگی۔ بلکہ ہر مریض جو کہ اسکے پاس آئیگا۔ اس سے متعلق ہوگی۔

ششم۔ پھر یہ کہ عورتوں کے اکثر امراض ایسے ہوتے ہیں جن کا وہ مرد ڈاکٹروں کو دکھانا پسند نہیں کرتیں۔ ان سے علاج کروانے سے وہ مرجانا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اس لئے بھی لیڈی ڈاکٹروں کی زیادہ ضرورت ہے کہ عورتیں عورتوں کے ان امراض کا علاج کر سکیں جنکی وجہ سے آئے دن سینکڑوں اموات ہوتی رہتی ہیں۔

اگر عورتوں کے لئے ڈاکٹری کے پیشہ میں کوئی خرابی ہوتی تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیوں فرماتے۔ کہ ہماری جماعت میں لیڈی ڈاکٹروں کی بہت ضرورت ہے۔

اعلان

معزز خواتین کی خدمت میں بار ہا عرض کیا جا چکا ہے کہ مضمون بھیجنے سے قبل اس کی اصلاح کر لیا کریں مگر پھر بھی جس مضمون سے بھی سابقہ پڑا اسکو ہی بے ربط پایا۔ بعض بہنیں تو اتنی غفلت روا رکھتی ہیں کہ ورق کے دونوں طرف پنسل سے کچھ لکھ بھیجتی ہیں۔ انکی اطلاع کے لئے اس دفعہ پھر گوش گذار کر دیا جاتا ہے کہ جو مضمون پنسل سے لکھا ہؤا ہوگا اور ورق کے دونوں طرف ہوگا شائع نہیں کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

احمدی بچوں کی تربیت

(گذشتہ سے پیوستہ)

شعائرِ اسلام کی پابندی

ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ عام طور پر اسلامی شعار کی پابندی سے نہ صرف آزاد رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایسی پابندی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو اس میں ماحول اور دیگر حالات کا بھی اثر ہے۔ لیکن اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ اس میں قومی تربیت کی کمی کو بھی دخل ہے۔ جو قوم غلام ہو جاتی ہے۔ وہ عام طور پر نقال ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہود کے متعلق سزا کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے: کُونُوا قِرَدَۃً خَاسِئِین۔ قرآن کریم کا مغز نہ سمجھنے والوں نے یہاں سے انسانوں کا جسمانی طور پر بندر کی شکل میں تبدیل ہو جانا مراد لیا ہے۔ حالانکہ اس سے مراد یہی ہے کہ سزا کے طور پر جب یہود کی قومی آزادی چھین لی گئی۔ اُن کی حکومت جاتی رہی۔ اور جب وہ غلام ہو گئے۔ تو بندروں کی طرح نقال ہو گئے۔ اور اپنے قومی شعار کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے تمدن و شعار کو اختیار کیا۔ یہی حال اس دورِ تنزل میں مسلمانوں کا ہؤا۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنے تنزل کے اسباب پر غور کرتے۔ اور اپنی کمزوریوں کو رفع کرنیکی کوشش

کرتے۔ اُن میں سے کئی ایک نے یہ سمجھ لیا کہ ہماری نجات مغرب پرستی میں ہے۔ اور کئی ایک نے اپنے شعار کو چھوڑ کر مغربی فیشن اختیار کر لیا۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم بچپن سے ہی اپنے بچوں کے اندر اسلامی شعار کی محبت پیدا کریں۔ مثال کے طور پر میں داڑھی کو لیتا ہوں۔ ہماری جماعت کے بعض نوجوان دوسروں کی دیکھا دیکھی داڑھی منڈوانے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ داڑھی رکھنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تاکیدی طور پر متواتر ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن ابھی تک ایک حصہ نوجوانوں کا ایسا نظر آتا ہے۔ جنہوں نے ان تاکیدی فرمانوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ بعض اُن میں سے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہمیں مغربی سوسائیٹی یا یورپین لوگوں سے خلا ملا رکھنا پڑتا ہے۔ اسلئے ہم داڑھی منڈوانے پر مجبور ہیں۔ میں ان دوستوں سے کہونگا کہ انکے لئے سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب زندہ نمونہ موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو روحانیت۔ علم و حکمت کے ساتھ ظاہرا طور پر جو بلند مرتبہ بخشا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

باوجودیکہ ان کو روزانہ مغرب پرست لوگوں اور انگریزوں کی سوسائیٹی میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ مگر خدا کے فضل سے وہ نہ صرف داڑھی رکھتے ہیں۔ بلکہ احکام شریعت کے پوری طرح پابند ہیں پس اس بلند مرتبہ اور بلند پایہ ہستی کے نمونہ سے ہمارے نوجوانوں کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

داڑھی کے متعلق ایک ضروری امر مستورات کے متعلق کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ آج کل بدقسمتی سے یہ وہم پیدا ہو گیا ہے۔ کہ انسان داڑھی منڈوا کر خوبصورت ہو جاتا ہے۔ اور اس خیال میں ایک حد تک مستورات کو بھی دخل ہے۔ ہمارے ایک نوجوان دوست جو چوتھے پانچویں روز داڑھی کا صفایا کرواتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے اُن سے کہا۔ کہ جب آپ کے چہرہ پر چوتھے پانچویں روز بال اچھی طرح اُگ آتے ہیں۔ تو آپ کو داڑھی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میری بیوی تو زور دیتی ہیں۔ کہ روزانہ داڑھی منڈوایا کرو۔ میں ان کا یہ کلام سُنکر حیران رہ گیا۔ کیونکہ اُن کی بیوی ایک نہایت ہی مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر وہ اپنے والدین کی تربیت کے زیر اثر اسلامی شعار کی ضرورت و حقیقت سے آشنا ہوتیں۔ تو اپنے خاوند کو ایسے الفاظ کہنے کی کبھی جرأت نہ کرتیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سکھ لوگ داڑھی کے علاوہ سر پر بھی بال رکھتے ہیں۔ وہ سرکاری عہدوں پر براجمان ہیں۔ اور مغربی سوسائیٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ اُن کی عورتوں کی نظر میں ان کی جوانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کی وجہ

صرف یہ ہے۔ کہ انہوں نے داڑھی رکھنا اور سر پر بال رکھنا اپنا قومی کیرکٹر بنالیا ہے۔

بلکہ اب انگریزی اثر کے ماتحت بعض لوگ سکھوں میں سے داڑھی منڈوا یا کٹوا دیتے ہیں۔ تو سکھوں میں اُن کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا پس اگر ہماری جماعت کے لوگ بھی داڑھی رکھنا قومی کیرکٹر بنالیں۔ تو کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مَیں اپنی بہنوں سے کہونگا۔ کہ وہ داڑھی رکھنے کے لئے مردوں کو مجبور کریں مائیں اپنے بچوں کو شروع سے داڑھی رکھنے کی تاکید کریں۔ بہنیں اپنے بھائیوں کے داڑھی رکھنے پر پسندیدگی کا اظہار کریں۔ اور بیویاں اپنے خاوندوں پر داڑھی رکھنے کے لئے زور دیں۔ تو داڑھی منڈوں کی تعداد میں خاص کمی ہو جائے خصوصاً اگر نوجوان لڑکیاں عہد کرلیں۔ کہ ہم کسی داڑھی منڈے کے ساتھ شادی نہ کریں گی۔ تو چند دن میں داڑھی منڈوانے کی بجائے داڑھی رکھنا جوانی کی نشانی ہو جائے۔

اب مَیں یہ عرض کرونگا۔ کہ ہمیں اپنے بچوں کے اندر یہ رُوح پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ جس قدر بھی ہمارے قومی شعار ہوں۔ وہ سب کے پابند ہوں۔ اور اُن سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ مغربی تہذیب و تمدن کی بجائے اسلامی تمدن کو پسند کریں۔

اور فیشن پرستی کی بجائے بچوں میں جفاکشی کا مادہ پیدا کیا جائے۔ ہمارے ہندوستانیوں نے مغرب کی عمدہ باتوں کو تو نظر انداز کردیا ہے مگر مضر امور کو اختیار کرلیا ہے۔ آج کل دیکھا جاتا ہے۔ کہ عموماً مائیں اپنے بچوں کو خود فیشن پرست اور نازک اندام بناتی ہیں۔ اُن کے بناؤ سنگار کا زیادہ خیال رکھتی ہیں۔

جن بچوں کی پرورش فیشن پرستی کے ماحول میں ہوتی ہے۔ وہ جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں بڑھتے جاتے ہیں۔ بعض اوقات والدین شکایت کرتے ہیں۔ کہ بچے بڑے ہوکر اپنا گذارہ آپ نہیں چلاسکتے۔ حالانکہ اُن کی اُن بدعادات کا باعث وہ خود ہوتے ہیں۔ پھر بناؤ سنگار اور فیشن پرستی کے نتیجہ میں بچے کئی دفعہ خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں مغربی تہذیب کے بداثرات کا شکار ہوکر اپنے کیرکٹر کو خراب کرکے ننگِ خاندان ہو جاتے ہیں۔ نیز ایسے بچے جفاکشی اور سادگی کی زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ حالانکہ ایک ترقی کرنیوالی قوم کے افراد کے لئے جفاکش اور سادہ مزاج ہونا از حد ضروری ہے۔

گو اسلام نے کوئی خاص طرز لباس تو مقرر نہیں کیا۔ مگر سادگی کو پسند کیا ہے۔ خصوصاً اس موجودہ اقتصادی بدحالی میں تو اس کی از حد ضرورت ہے۔ پس بہنوں کو چاہیئے۔ کہ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریکِ جدید کے ماتحت فیشن پرستی کو ترک

کر کے سادہ زندگی اختیار کریں۔ اور ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق ہوں ؛

اگر ہم سادہ زندگی بسر کرنے کی طرف توجہ کرینگے۔ اور اخراجات کو کم کریں گے۔ تو ہم خواہ نخواہ شعائر اسلام کیطرف متوجہ رہینگے۔ اور اس طرح خدا اور اسکے رسُول کی خوشنودی کا باعث ہونگے۔ ہماری بہنوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے گھروں میں اسلامی شعار کو رائج کریں۔ اور اپنے بچوں کے اندر سادگی کے علاوہ اسلامی شعار کے مطابق زندگی بسر کرنیکا مادہ پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی اور تقویٰ کے ماتحت زندگی بسر کرنیکی توفیق دے۔ اور ہم سب شعائر اسلام کے پابند ہوں ؛

آخر میں میری درخواست ہے۔ کہ سب بہنیں میری دینی و دُنیاوی بہتری و کامیابی کے لئے دُعا کریں ؛

(عبدالواحد احمدی آرگنائزنگ ڈسٹرکٹ سکاؤٹ ماسٹر سہارنپور)

بشریٰ بیگم

اعلان

تمام بہنوں کو معلوم ہے کہ احمدی خواتین کی علمی ترقی کیلئے مصباح ہمیشہ کوشاں رہا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کیلئے جہاں عام علمی و ادبی مضامین شائع ہوتے ہیں وہیں رُوحانی سیرابی کیلئے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درس کے نوٹ بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ ان خصوصیات کے پیش نظر تمام احمدی بہنوں پر مصباح کی خریداری فرض ہے ؛ (ایڈیٹر)

ہمیں اسلام کا خوبصورت چہرہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہی دکھایا

آج سے پچاس برس قبل مسلمانوں کی مذہبی اور علمی حالت اتنی گری ہوئی تھی۔ کہ ان پر اس نام کا بولنا بھی لفظ کی بے حرمتی کرنا تھی۔ نام کو تو مُسلمان تھے مگر ان کے عقائد اور اعمال شرک کی ضلالت سے ملوث اور جہالت کی لعنت میں گرفتار تھے۔ اس کے ثبوت میں ملانے لوگوں کے ہزار ہا من گھڑت مسائل پیش کئے جاسکتے ہیں مگر میں صرف چند پر ہی اکتفا کرونگی۔ اوّل تقریباً تمام بہنوں نے یہ کہاوت سنی ہوگی۔ کہ ایک دفعہ ایک عورت کا بچہ فوت ہوگیا۔ تو وہ فریاد لے کر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس پہنچی اور عرض کی کہ اے حضور وہ بچہ مجھے از حد محبوب ہے اسے واپس دلوا دیجئے۔ اس پر سید عبدالقادر جیلانیؒ نے از راہِ کرم اس فرشتہ کے پیچھے پرواز کی۔ جو اُس دن کی قبض کی ہوئی رُوحیں لئے جا رہا تھا۔ اور اس فرشتہ سے آخر ملاء الاعلیٰ کے قریب پہنچ کر تمام روحیں چھین لیں اور اس طرح تمام مُردے جی اُٹھے۔ یہ کہنے کو تو کہاوت ہے۔ مگر غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں اس امر کے اثبات کے لئے قوی دلیل ہے کہ

اس زمانہ کے لوگ توحید کی تعلیم کو بھول گئے تھے۔ اور شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی طرح ملّانوں نے یہ حکم بھی گھڑ لیا تھا کہ جس عورت کا خاوند پردیس جائے تو وہ نوّے ۹۰ سال اسی کا انتظار کرے۔ اور اس مدت تک نکاح ثانی نہ کرے نہ کر سکتی ہے۔ پھر یہ مسئلہ بھی کہ لڑکیوں کو وراثت سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اور یہ کہ عورت مرد کے پاؤں کی جوتی ہے اور اس کا حق مہر ۳۲ روپے وغیرہ شریعت کے سر تھوپ دیا تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور بدعات تھیں جو پیدا ہو گئی تھیں۔ ان بدعات کے دُور کرنے کے لئے خداوند تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ——— حضورؑ نے اسلام کی تجلّی کو از سر نو قائم کیا اور دُنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کا چہرہ اب بھی ویسا ہی درخشاں ہے جیسا کہ تیرہ سو سال پہلے تھا۔ اور اب بھی وہ ویسے ہی پھل دیتا ہے۔ جیسے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کا خوبصورت چہرہ جو اس زمانہ میں گرد آلود ہو گیا تھا ہمیں پھر دکھلایا۔ اور ہم خوش نصیبوں نے اس نور سے حصہ پایا:۔

اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم سلسلہ عالیہ کے لئے۔ دین رسول اللہ کے لئے داغ نہ ثابت ہوں۔ بلکہ اصلی خادم اور وفادار خادم بنیں۔ ہماری اولادیں سب دین حنیف پر قربان ہو سکیں تو زہے قسمت۔ تو میں اپنی بہنوں سے التجا کرتی ہوں۔ آرزومند ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ سب اپنی شاندار روایتوں کو تازہ دم کریں گی۔ اور صحابیات رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر۔۔۔۔ چلیں گی۔ جس طرح ہماری امہات المومنین نے دین اسلام کی خدمت کی تھی۔ جنگوں میں مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ پیاسوں کو پانی پلاتیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتیں۔ دین کا علم حاصل کرتیں۔ درس قرآن دیتی تھیں محض خدمتِ اسلام کے لئے۔ اور رسُول خدا کی تعلیم پر چلنے کے لئے اپنے ہاتھ سے مشقت کے کام کرتیں۔ چکّی پیستیں۔ مشکوں سے پانی بھرتیں۔ آگ جلاتیں۔ اور پھر باوجود اسکے اپنا تمام مال وزیور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دینا فخر جانتیں۔ اسی طرح اس پاک زمانہ میں ہمارا فرض ہے جو خوش بختی سے ہمیں ملگیا ہے۔ اور جس کیلئے بڑے بڑے ولی اور بزرگ ترستے گئے۔ کہ ان کو امام مہدی کا زمانہ نصیب ہو۔ تا وہ بھی کچھ اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اور اپنے درجات میں ترقی کر لیں۔ سو بہنو! عرض ہے۔ کہ ہم کو ہر طرح ایثار کر کے۔ قربانیاں کر کے۔ مال خرچ کر کے مشقت اور محنت کر کے حقیقی اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے اپنے آپکو تیار کرنا چاہیئے۔ اور ہم پر وجب ہے کہ خود کام کر کے محنت اُٹھا کر بھی خدمتِ سلسلہ کریں۔ تا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کچھ قدر دانی ہو سکے۔ اور اس بے مثل بزرگ کی

آمد کی اصل غرض پوری ہو۔ اور اسلام جو بیکس اور غریب ہے اسپر جو ہر طرف سے دشمنوں کی یورش ہے اور جو اپنوں اور بیگانوں کے لئے ناقابل فہم بنا ہوا ہے۔ اس کی خدمت کر سکیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم لوگوں کو خدمت اسلام اور خدمت احمدیت اور خدمت سلسلہ عالیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مریم اقبال بیگم)

درس القرآن

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(پارہ ۲۹ سورۃ القلم رکوع اوّل)

نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ

ن حرف کا نام بھی ہے۔ اور نون کے معنے دوات اور مچھلی کے بھی ہوتے ہیں۔ یہاں پر کیونکہ قلم اور لکھنے کا بھی ساتھ ہی ذکر ہے۔ اس لئے دوات کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک قسم کی قسم ہے جو اللہ تعالےٰ نے کھائی ہے۔ یعنی دوات اور قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں ان سب کو ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ کہ

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ

تو اپنے رب کے فضل کے ماتحت پاگل نہیں ہے۔ جب کوئی نبی دُنیا میں آتا ہے تو اسکے ماننے والے بہت بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں حتیٰ کہ مال اور اولاد اور عزت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اس لئے لوگ انہیں اور اس مطاع نبی کو پاگل کہنے لگتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر میں اصولِ دین کے لئے اتنی جاں نثاری دکھلانا مجنونانہ فعل ہوتا ہے۔ دنیوی لحاظ سے جنون کی تعریف وہ بات ہے جو علوم مروجہ اور عقل کے خلاف ہو۔ انبیاء کے زمانہ سے قبل دینی علوم پر ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ گویا وہ بالکل معدوم ہیں۔ اور لوگوں کی ذہنیت اس مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ کہ انہیں ہر وہ قربانی جو دین کے لئے کی جاتی ہے خلافِ عقل اور علومِ سابقہ سے متضاد نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاءؑ اور ان کے متبعین کو پاگل کہا جاتا ہے۔

دوسرے پاگل ہونے کی یہ علامت ہے کہ اسکی بات بغیر کسی نتیجہ کے ہوتی ہے۔ اب تم دیکھو کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات بھی بے نتیجہ ہے۔ کیونکہ پاگل تو ہمیشہ بے نتیجہ کلام ہی کرتا ہے۔ ایک پاگل دن رات اگر پھرتا ہے۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر ایک پہرہ دار رات بھر پھرے اور پہرہ دے تو آٹھ دس روپے کمالیگا۔ اور کوئی اُسکو پاگل نہیں کہیگا۔ کیونکہ اسکے کام کا فائدہ اور نتیجہ ہے۔ اب یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ محمد صلعم کے کام کا بھی کوئی فائدہ ہے یا نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ

یعنی تجھے وہ اجر ملیگا جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔ دیکھو کہ اب تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک آپکے

لاکھوں کروڑوں جان نثار باقی ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ کہ آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر منزلِ مقصود کو پہنچ گئے ٭

تیسری بات یہ ہے کہ پاگل کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے۔ اور گو کبھی اسپر ایسے دور بھی ہوتے ہیں کہ وہ خوش خلقی سے پیش آتا ہے۔ مگر اکثر اوقات اسکے اخلاق اسکے جنون کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ مگر رسول کریمؐ تو بڑے خلق والے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ یعنی اخلاق حمیدہ تجھ میں بدرجۂ اتم جمع ہیں۔ اور تیری حالت ہرگز مجنونانہ نہیں ٭

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۔ یعنی تو بھی دیکھ لیگا۔ اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ کس کے کام بے نتیجہ ہیں۔ اور کون پاگل ہے۔ ابصار اور نظر میں یہ فرق ہے کہ نظر میں دیکھنا فرض نہیں ہوتا مگر نظر پڑنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر ابصار میں دیکھ لینا ضروری ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ ضرور ہی نتیجہ ظاہر کر کے بتا دیگا۔ کہ

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۔ کون مفتون ہو۔ یہاں ب زائد ہے۔ اور تاکید کے لئے ہے۔ مفتون کے معنے معذب کے بھی ہیں۔ اور اگر اسے مصدر کر دیا جائے تو فتنہ مراد ہو گی۔ یعنی تم میں سے کس کے ساتھ فتنہ ہے۔ فراء جو بہت بڑا لغت دان ہے کہتا ہے۔ فی ایکم المفتون۔ یعنی تم میں سے کس میں مفتون ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔ تیرا رب خوب جانتا ہے اُس کو جو اس کے رستہ سے پھر گیا۔ اور اُن کو جو اُس کے رستہ پر ہیں ٭

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔ پس جبکہ تم میں ایسی خوبیاں ہیں اور دشمن حق سے دُور ہیں اور ایسے احمق ہیں جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مجنون کون ہوتا ہے۔ تو تمہیں کیا ضرورت ہے کہ اُنکی باتیں مانو ٭

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۔

وَدُّوْا کے معنی چاہتے ہیں۔ خواہش کرتے ہیں۔ پسند کرتے ہیں۔

وہ لوگ خواہش کرتے ہیں کہ تو ادھان کرے صلح کی کوشش ایسی چیز ہے۔ کہ کسی کو بھی بُری نہیں لگتی۔ ایک دفعہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی میرے پاس آئے کہ خواجہ صاحب صلح کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ اگر کسی مکان یا جائیداد یا دکان کے متعلق جھگڑا ہے تو ضرور ان کو اسی وقت جو کچھ وہ مانگتے ہیں دیدو۔ اور اگر مذہب کے متعلق کہتے ہو تو کیا وہ مبائع ہونا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو انہیں لے آؤ۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ مَیں بھی تھوڑا سا مذہب چھوڑ دوں اور وہ بھی تھوڑا سا مذہب چھوڑ دیں اور اس طرح صلح ہو جائے۔ تو یہ ناممکن الوقوع ہے۔ ہم مذہب کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے ٭

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۔

حلّاف۔ بہت قسمیں کھانے والا ٭

مَهِين۔ قلیل الرائے۔ بے تمیز۔ ذلیل ضعیف۔ کمزور۔ بے وقوف۔ بے سمجھ حقیر کم عقل ÷

وہ چاہتے ہیں کہ تم میں فتنہ ڈلوادیں اسلئے بات بات پر یقین دلانے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں لیکن تم ہرگز ان کی قسموں کا یقین نہ کرو ÷

قسم کھانا اللہ تعالیٰ کے نام کی ہتک ہے۔ بغیر کسی وجہ کے قسمیں کھانا سخت بُری بات ہے قسمیں صرف اشد ضرورت کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلاً کوئی قاضی ہو یا کورٹ ہو اور کوئی مقدمہ ہو تو انسان قسم اٹھا سکتا ہے۔ مگر یونہی خدا تعالیٰ کو گواہ بناتے رہنا نازیبا حرکت ہے۔ بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے۔ کہ بات بات پر قسمیں کھاتی ہیں۔ اور اس طرح قوم کے بچوں کے اخلاق بھی ان کی صحبت میں خراب ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں بھی بات بات پر قسم کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے جو بہت مضر ہے۔ ایسی عورتوں کو اول تو اپنی عادت دور کرنیکی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو بچے کو اس بُری عادت سے بچانا چاہیئے۔

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۢ بِنَمِيمٍۢ ہماز کے معنے اصل میں بہت چلنے والے کے ہوتے ہیں۔ اور کیونکہ چغلیاں کھانے والا جگہ بجگہ پھرتا رہتا ہے اسلئے اس پر بھی بولتے ہیں۔ نمیم۔ نکتہ چین۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۙ نیکیوں سے روکنے والا اور بہت زیادہ گناہ کرنیوالا اور گناہوں کا عادی ÷

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۙ پیٹو ہے اور اسکے بعد بد خلق اور کمینہ بھی۔ زنیم۔ وہ شخص جو ایک قوم میں سے نہ ہو۔ مگر اپنے آپکو اسکی طرف منسوب کرے۔ اور وہ قوم اس کی محتاج بھی نہ ہو۔ بعض لوگ ہوتے تو میراثی ہیں مگر اپنے آپکو سید ظاہر کرتے ہیں۔ عُتُل۔ سرکش۔ کمینہ۔ بد خلق اور پیٹو۔ اور اسپر طرہ یہ کہ کمینہ بھی ہے۔ بَعْدَ ذَٰلِكَ کو اُردو میں یوں ادا کرینگے۔ اسپر غضب یہ یا اسپر طرہ یہ کہ وہ یہ بات بھی کرتا ہے ÷

أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۙ ایسے کام کیوں کرتا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ صاحبِ اموال اور اولاد ہے۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ جب اسپر ہماری آئتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ پہلوں کے أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۙ قصے ہیں ÷

سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۙ جلدی ہی ہم داغ لگائیں گے اس کے ناک پر۔ ذلیل کرنا اصل مطلب ہے۔

خرطوم۔ ناک اور سونڈ دونو کو کہتے ہیں۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ ج ہم نے ان لوگوں کا ویسا ہی امتحان کیا جیسا ان اصحٰب الجنۃ کا کیا تھا۔

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۙ جبکہ انہوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ صبح ہوتے ہی ہم باغ

کے پھل توڑیں گے۔
اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ سے مراد حضرت موسیٰؑ کی قوم ہے۔
وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ۝ اور انہوں نے استثنار نہ کیا۔ یعنی انشاء اللہ نہ کہا اور خدا پر اعتبار نہ کیا۔

فَطَافَ عَلَیْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ۝
پس پھر گیا اسکے اوپر پھیرنیوالا یعنی اللہ کا عذاب ایسے وقت میں کہ وہ سوتے تھے۔ پس وہ کھیتی ایسی ہوگئی کہ جیسے صاف کردی گئی ہو یا جلکر کوئلہ ہوگئی ہو۔ صَرِیْم۔ جل کر سیاہ ہو جانا۔

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ۝ پس وہ صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اگر تمہاری کاٹنے کی نیت ہے تو سویرے سویرے ہی کھیت کی طرف چل پڑو۔ اس کھیتی سے مراد نبوت کی کھیتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے خدا پر بھروسہ نہ کیا۔ تو خدا نے وہ کھیتی چھین کر اسمٰعیلؑ کے خاندان کو دیدی۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ کھیتی اب ان کی ہی ہوچکی اور جب چاہیں گے وہ صبح صبح کاٹ لیں گے۔ مگر ان کو قادر خدا کی ہستی یاد نہ رہی۔

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ۝
وہ چل پڑے اور چپکے چپکے باتیں کررہے تھے۔ کہ آج کوئی مسکین نہ آجائے۔ مطلب یہ کہ چلو جلدی سے کاٹ لو کہیں کوئی منگتا وغیرہ نہ آجائے۔

وَّغَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ۝ حَرْد۔ بخل۔ اندازہ کرنا۔ اور وہ سویرے سویرے گئے بخل کا اندازہ کرتے ہوئے۔

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝
جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے ہم تو راہ بھول گئے۔ یعنی ہم کسی اور جگہ پر آگئے ہیں کیونکہ یہ وہ کھیت نہیں۔ انہیں تو اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ کھیتی جل جائے گی۔ اور ہمارے کارنامے نبوت سے ہمیں محروم کردیں گے۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ پہلے تو وہ سمجھے کہ ہم بھول گئے ہیں لیکن جب کچھ نشانیوں پر نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ ہم تو اوروں کو محروم کرتے تھے خود ہی محروم ہوگئے۔

قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ ان میں سے عقلمند یعنی بوڑھوں نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے۔ کہ تم تسبیح اور استثنار نہیں کرتے اس کا نتیجہ برا ہوگا۔

قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ جو دانا تھے سمجھ گئے کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور کہنے لگے۔ کہ پاک ہے پروردگار ہمارا ہم بڑے ظالم ہیں۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ پھر وہ ایک دوسرے کو

ملامت کرنے لگے۔ کہ تم ہی نے یہ کہا تھا۔ اور تم نے یہ نہیں کہا تھا۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝

انہوں نے کہا۔ وائے افسوس ہم پر کہ ہم سرکش تھے۔

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ قریب ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر چیز دے دے ہم ضرور خدا تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہوں گے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اسی طرح عذاب ہوتا ہے۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب لوگوں کو خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رہتا۔ اور نیکیوں میں سُستی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس قوم کی نیکی برباد ہو جاتی ہے۔ اس بربادی کا احساس یعنی ضمیر کی ملامت ان کے لئے دنیا میں کافی عذاب ہے۔ آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہوگا کاش وہ عقلمند ہوتے اور اس سے عبرت حاصل کرتے ؎

(امینہ رشید بنت ڈاکٹر رشید الدین صاحب مرحوم)

ہر احمدی خاتون کا فرض ہے کہ وہ مصباح کی توسیع اشاعت کیلئے پوری پوری کوشش فرمائے ؎

تعصّب

عنایت ثریا متعلمہ نصرت گرلز سکول

سب بہنیں جانتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد خواہ وہ عورت ہے یا مرد۔ جوان ہے یا بوڑھا صرف ایک ہی مقصد کو لیکر دنیا میں آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدمتِ اسلام کرے۔ اور احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے انسان کچھ رُوحانی صلاحیت پیدا کرلے۔ اور اپنے ایمان کو تعصب کی بنیاد پر ہی قائم نہ رہنے دے بلکہ اس سے ترقی کرکے علم اور عرفان سے بہرہ مند ہو۔ جبتک یہ نہ ہو رُوحانی زندگی میں انقلاب پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے شخص پر ہماری باتوں کا اثر ہوسکتا ہے ؎

تعصب کو مَیں نے اس مضمون میں ان تاثرات کے معنوں میں استعمال کیا ہے جو طبعی طور پر انسان کے نفس میں موجود ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وہ تاثرات جبتک علم کی روشنی سے منور نہ کئے جائیں تب تک بے فائدہ اور بے نتیجہ ہیں۔ یہ تو ہمارے لئے ہزار شکر کا مقام ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایسے ماحول میں پیدا کیا ہے۔ کہ بچپن سے ہی ہماری طبیعت سعادت اور نیک چلنی کیطرف مائل ہوتی ہے اور عقائد صحیحہ کیطرف میلانِ طبع ہوتا ہے۔ یہ تو محض احسان ہے اُس خدا کا کہ اسنے ہم ناچیزوں

کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا۔ مگر مَیں اپنی بہنوں سے پوچھونگی کہ کیا اب ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم ان تاثرات کو وسعت دیں۔ اور ان علوم سے بھی واقف ہو جائیں۔ کہ جن پر ان کی بنیاد ہے۔ تا ہماری تبلیغ میں اثر ہو اور سننے والے ہماری معقولیت سے متاثر ہوں۔ کیونکہ ان کے ہاں تو مذہب صرف چند ڈھکوسلوں کا نام رہ گیا ہے جو عقل کے معیار پر ہرگز پورے نہیں اُترتے۔ وہ لوگ تو ان عقائد پر صرف تعصب کیوجہ سے قائم ہیں۔ ورنہ ان کے پاس کوئی عقلی دلیل ان کے ثبوت میں نہیں۔ پس ان کو سمجھانے کے لئے ہم عورتوں پر بھی فرض ہے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپؑ کے قوی دلائل ان لوگوں تک پہنچائیں جو ابھی تک ان سے محروم ہیں۔ مگر قبل اس کے کہ ہم اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیں ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنے تعصب کو علوم ضروریہ سے روشن کر لیں۔ اور اس سے نہ صرف ہمیں یہ فائدہ پہنچیگا کہ ہم باقی لوگوں کو قائل کر سکیں گی بلکہ مذہب کی تجلی ہم پر صحیح معنوں میں جلوہ گر ہوگی۔ اور ہمیں اخلاقی بلندیوں تک پہنچا دیگی۔ پھر ہم مخالف کی بات کو ٹھنڈے دل سے سنیں گی اور انہیں مناسب جواب دے سکیں گی۔ اور اپنے مذہب پر کمال پختگی سے قائم ہونگی۔ اور دشمن ہمارے سلوک اور ہمارے عمل سے ہی ہماری سچائی کو جان لیگا۔ پس مَیں اپنی بہنوں سے التجا کرتی ہوں۔ کہ اِس نئے سال میں ہم ایسا کریں کہ ہمارے لئے ایک دن یہ گواہی دے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے ہم

لجنہ اماء اللہ دہلی کی سالانہ مالی رپورٹ

دہلی کی نسبت آقائے نامدار حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف اس مضمون کا ہے کہ دہلی میں قفل لگے ہوئے ہیں۔ اور میرا گذشتہ سال کا تجربہ اسپر شاہد ہے کہ مقامی لوگوں میں سے بعض کے دل واقعی مقفل ہیں۔ کیونکہ جب کبھی مرکز سے تحاریک کے سلسلہ میں وصولیٔ چندہ کے لئے اپنی بہنوں کے پاس گئی تو کسی نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "عورتیں بھی بھلا کچھ کماتی ہیں۔ مرد کماتے ہیں سو انپر چندوں کا ناقابل برداشت بوجھ ہے"۔ مگر یہ کہتے ہوئے اس بہن کو یہ نہ یاد رہا کہ جو دیتا ہے وہ چھین بھی لیتا ہے۔ چنانچہ اسکے بعد جب میرا وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا۔ کہ ان کی دو ڈھائی سَو ماہوار آمد کا ذریعہ منقطع ہو گیا۔ خدا اس بہن پر رحم کرے۔ مگر اسکے برعکس ایسے نظارے بھی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ ایک بہن کے ہاں جانیکا اتفاق ہوا۔ ان کے ہاں خدا کے فضل سے اولاد کثرت سے ہے۔ آمد مقابلتاً قلیل ہے۔ مگر ان بہن کا اخلاص ملاحظہ ہو کہ پانچ روپے کا نوٹ نکال کے دیدیا۔ گویا سب اندوختہ پیش کر دیا اور رات کھانے کے لئے بھی کچھ باقی نہ رکھا۔ خدا ان کے اس ایثار کا اجر عطا کرے۔ آمین ؏

سنہ ۱۹۳۵ء کا چندہ مندرجہ ذیل ہے:۔

چندہ عام ۲۵/۱۳/۴ روپیہ	چندہ کشمیر ۵/۱۳/۴ روپیہ

چندہ زلزلہ ۱۶ روپیہ تحریک مقدمہ ۱۵ روپیہ
-/۲
تحریک جدید ۱۷ روپیہ جلسہ سالانہ ۱۰ روپیہ
/۱
ایک دیگ ۳۵ روپیہ

کل میزان = ۰ - /۱ - ۲۳۴ روپیہ

(راقمہ والدہ برکات احمد سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ دہلی)

جلسہ سیرۃ النبیؐ
لجنہ اماء اللہ دہلی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ۲۴ر نومبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار بوقت صبح ۱۰ بجے بصدارت جنابہ مسز عظمت اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل نیو رائل سینما میں منعقد ہوا۔ خطبہ صدارت بیگم صاحبہ موصوفہ نے پڑھا۔ پھر دیگر بیگمات نے تقاریر فرمائیں۔ اس مبارک جلسہ میں دہلی کی معزز بیگمات پانچ صد سے زیادہ تھیں ؛

اس مقدس موضوع پر سولہ ۱۶ تقاریر ہوئیں۔ ہر ایک تقریر کے بعد اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے جاتے تھے۔ اور درود شریف باآواز بلند پڑھا جاتا تھا۔ عجیب نظارہ تھا۔ جس سے دل کو فرحت حاصل ہوتی تھی۔ دہلی کی مسلم خواتین نے بھی اپنے آقائے نامدار کی شان میں تقاریر فرما کر محبت کا ثبوت دیا۔ اور حاضرات کو محظوظ کیا۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہماری ہندو و عیسائی بہنیں انہیں تاریخوں میں نمائش بیگان ہو جانے کی وجہ سے وقت مقررہ پر تشریف نہ لا سکیں۔ ہماری احمدی بہنوں نے بھی تقاریر فرمائیں۔ ہر ایک مضمون کے اختتام پر ایک نعت پڑھی جاتی تھی۔ لال کنوئیں کے اسکول اور مشن اسکول کی لڑکیوں نے نہایت سریلے لہجے میں نعت سنائی۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ جلسہ باوجود سخت مخالفت کے نہایت شاندار رہا اور بخیر و خوبی سرانجام ہوا ؛

(راقمہ مبارکہ سلطان نائب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ دہلی)

آہ ملک معظم جارج پنجم

یہ خبر نہایت رنج و قلق سے سنی جائیگی کہ مورخہ ۲۱ر جنوری کو ہز میجسٹی شہنشاہ جارج پنجم اس ناپائیدار دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ شہنشاہ معظم کا وجود تاریخ برطانیہ میں عدل گستری اور رعایا پروری کیلئے مخصوص ہے۔ اور ان کی وفات حسرت آیات جہاں تمام لوگوں کیلئے غم و اندوہ کا باعث ہے وہاں جماعت احمدیہ کیلئے خاص طور پر غم انگیز ہے۔ کیونکہ ملک معظم کے قانون رواداری کی وجہ سے جماعت کو تبلیغی جدوجہد میں کسی رکاوٹ کا سامنا نہیں ہوا۔ سو ہم دل سے اس قومی نقصان پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور درگاہ باری میں دعا کرتے ہیں کہ نئے شہنشاہ کو بھی ہمارے لئے ایسا ہی مبارک وجود بنائے۔ آمین

وَصِیّت

۱۸۱۳ : منکہ مسماۃ رحمتے زوجہ فقیر قوم جٹ ساکن بھینی بانگر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

الف - میری اسوقت جائیداد منقولہ صرف زیور نقرہ وزنی [illegible] تولے قیمتی [illegible] روپے اور مہر کے مبلغ [illegible] روپے کل میزان [illegible] ہے - میں وصیّت کرتی ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائیداد پیدا یا ثابت ہو گی تو اس کے اس قدر حصہ پر بھی یہ وصیّت حاوی ہو گی ؛

ب - اگر مَیں اپنی زندگی انجمن میں جائیداد وصیّت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل کردوں - یا کوئی جائیداد حوالہ کر دوں - تو اس قدر حصہ وصیّت کردہ سے منہا ہو جاوے گی ؛

مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۳۰ء بقلم خود محمد علی نمبردار از بھینی بانگر ؛

گواہ شد :- نشان انگوٹھا فقیر ولد محمدی قوم جٹ ساکن دیہ شوہر موصیہ احمدی ؛

العبد :- نشان انگوٹھا مسماۃ رحمتے زوجہ فقیر قوم جٹ احمدی سکنہ بھینی بانگر تحصیل وضلع گورداسپور ؛

گواہ شد :- سکندر علی مدرس ہائی سکول بقلم خود قادیان ؛

گواہ شد :- محمد بخش ولد فقیر قوم جٹ پسر موصیہ نشان انگوٹھا ؛

تاریخی اسماء بابت ۱۳۵۴ھ

سال رواں ابھی باقی ہے اسلئے اس سال کے چند تاریخی اسماء بہنوں کے فائدے کیلئے ارسال کرتی ہوں - اگر ان ناموں میں سے کوئی نام بچہ کیلئے تجویز کیا جائیگا تو اسی نام سے حروف ابجد کے ذریعہ اس کا سن پیدائش نکل سکیگا ؛

مردانہ نام

۱	مظفر اقبال
۲	بختیار عالم
۳	چراغ علیم
۴	مختار باقی
۵	منظور محسن
۶	حبیب اختر سلام
۷	عاجز مظہر حسین
۸	محمد بختاور احمد
۹	عاجز مظفر احمد
۱۰	منظر قیوم احمد
۱۱	مستقیم احمد خان
۱۲	عاشق کبیر خان
۱۳	افضال قدیر حسین
۱۴	غلام مصطفٰے احمد

زنانہ نام

۱	افتخار بیگم
۲	صغیر جان
۳	مظہر صدیقہ
۴	حنیفہ اختر
۵	صغریٰ جان
۶	چراغ سلطان
۷	سیدہ جمال اختر
۸	مظفر حمیدہ بیگم
۹	مظہر جمال فاطمہ

(خاکسارہ حمیدہ خانم بنت شیخ [illegible] صاحب [illegible]) [illegible]

اپنے چہرہ کی خوبصورتی کے لئے
ثبت سنو استعمال کرو
فیسرین رجسٹرڈ
جیسی معتبر اور جادو اثر دوا استعمال کرو - یہ لطیف کریم جلد موزی امراض کیل چھائیوں سیاہ دھبوں تلوں بدنما داغوں کھجلی وغیرہ کو کم سے کم عرصہ میں نابود کر دیتی ہے خوبصورتی میں عمر بھر فرق نہیں آتا تعریفی خط از محترمہ بیگم مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور - ہمارے خاندان میں متعدد بیبیوں نے فیسرین استعمال کی اور اسے کیل چھائیوں وغیرہ کے لئے اکسیر پایا - جلد کو نرم رکھنے کیلئے بھی یہ نہایت مفید ہے "
قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک ذمہ خریدار
ملنے کا پتہ
فیسرین فارمیسی مکتسر فیروز پور (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰
اخبار مصباح قادیان دار الامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

پھول

رومال کے کونے کا خوشنما پھول پتیاں سبز پھول آتشی گلابی ۔

(بھیجہ خاتون بنت معلم اقبال بیگم زوجہ احمدی از گولیکی گجرات)

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا ۔